

یہاں کون سلیکٹڈ نہیں ہے؟

تاریخ کو ذاتی تعصب سے بالاتر ہو کر لکھنا از حد مشکل کام ہے۔ سیانے لوگ تو کہتے ہیں کہ ناممکن۔ خیال ہے یا شائد گمان ہے کہ جس دنیا میں ہم سانس لے رہے ہیں اور فکری ترقی جس طرح حاصل کی گئی ہے، اس میں تعصبات سے بالاتر ہوا جا سکتا ہے۔ یہ ناممکن نہیں ہے۔ مگر، اسکے لیے حد درجہ مشکل مطالعہ اور علمی ریاضت درکار ہے۔ اس پیچیدہ کام کو بہر حال بہت سے دانالکھاریوں نے سرانجام دیا ہے۔ یہی معاملہ، ہمارے اردو گرڈ ظہور پذیر ہونے والے ملکی اور بین الاقوامی معاملات کا ہے۔ مثال دینا چاہتا ہوں۔ مسلمان ممالک کے اخبارات، چینز، تجربی کاروں اور سیاستدانوں کا فلسطینیوں پر ہونے والے مظالم کے متعلق روایہ دیکھیے۔ کھل کر اسرائیل کی مذمت کی جاتی ہے۔ جو کافی حد تک درست ہے۔ مگر کوئی بھی آپکو یہ نہیں بتائیگا کہ فلسطینیوں کے حق میں متعدد اسرائیلی یہودی بھرپور آواز اٹھاتے ہیں۔ متعدد یہودی دانشور مضبوط طریقے سے اپنی حکومت کی کمزوریوں کو اجاگر کرتے ہیں اور فلسطینیوں کی حمایت کرتے ہیں۔ مگر یہ زاویہ کم از کم ہمارے جیسے ممالک میں سامنے نہیں آتا۔ دور مبت جائیے۔ کشمیر میں مظالم کے خلاف ہم تو آواز اٹھاتے ہی ہیں۔ جو بالکل راست قدم ہے۔ مگر کشمیری مسلمانوں کے حق میں ہندوستان ہی کے آن گنت دانشور طاقتو ر آواز اٹھاتے ہیں۔ ارون دنارائے انہی میں سے ایک ہیں۔ ایک ایسی لکھاری جسکی بات کو دنیا کی اکثریت ”دلیل کی آواز“ سمجھتی ہے۔ یہ ابتدائیسا سلیے لکھرہا ہوں کہ ہماری سیاسی تاریخ سے ایک ہیں۔ ایک ایسی لکھاری جسکی بات کو دنیا کی اکثریت ”دلیل کی آواز“ سمجھتی ہے۔ اب یہ فرق ذاتی نفرت تک جا چکا ہے۔ ایک فریق کی ہر حرکت ملک سے طور پر فکری، مذہبی، سماجی اور سیاسی تقسیم کا تختہ مشق بنادیا گیا ہے۔ اب یہ فرق ذاتی نفرت تک جا چکا ہے۔ ایک فریق کی ہر حرکت ملک سے غداری، بر بادی اور دشمنی بتائی جاتی ہے۔ معاملہ صرف یہاں تک رہے تو چلیے، پھر بھی معمولی سادرست ہے۔ مگر ہر فریق، اپنے چکوہی لافانی سمجھتا ہے۔ اسکے نزدیک چند پسندیدہ لوگ، شائد دیوتا کے منصب پر فائز ہیں۔ دیگر یا انکے مخالف سیاسی، مذہبی سوق رکھنے والے شیطان صفت گردانے جاتے ہیں۔ مذہب پر گفتگو کرنے کی الہیت نہیں رکھتا۔ مذہبی معاملات پر بات کرنے کیلئے دیگر لوگ موجود ہیں۔ ان میں معدودے چند لوگ منطق کی بنیاد پر لوگوں کی رہنمائی کر سکتے ہیں۔ اسی طرح سیاسی معاملات پر ذاتی تعصب کو زیر دست کر کے بات کرنے والے بہت کم ہیں۔ بدستی سے اردو لکھنے والوں میں انکی تعداد خطرناک حد تک معمولی ہے۔ یہ بات کہنے کی صرف اسلیے جسارت کر رہا ہوں کہ آج کل ہمارے اکثر سیاسی رہنماء، ملک کی سیاسی تاریخ کو مسخ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ کبھی کبھی تو یوں لگتا ہے کہ وہ درست فرمار ہے ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ ہماری سیاست کو درست طریقے سے بیان کرنا، بہت ضروری ہے۔ اسلیے کہ لوگوں کے ذہنوں سے غبار کم یا ختم کیا جاسکے۔

گزشتہ دو برس سے مسلم لیگ ن، پیپلز پارٹی، جمیعت علمائے اسلام فضل الرحمن گروپ ایک لفظ کی خوفناک گردان کر رہے ہیں۔ اور وہ ہے ”سلیکٹڈ“ جسکا اردو ترجمہ کم از کم مجھ سے نہیں ہو سکتا۔ اسلیے بھی کہ میری دانست میں کسی بھی زبان کے الفاظ کو دوسرا کسی زبان میں سو فیصد حد تک ترجمہ نہیں کیا جا سکتا۔ مگر یہ ضرور سمجھ میں آتا ہے کہ یہ ایک منفی طور پر استعمال کیا جا رہا ہے۔ اسکا پہلا ہدف، عمران

خان ہے جو کہ اس وقت موجودہ وزیر اعظم ہے۔ ہر فورم پر چند سیاسی جماعتیں کا ورد ہے کہ یہ شخص سلیکٹڈ ہے۔ یہ بات کافی حد تک درست ہے۔ مگر اسی لفظ کا دوسرا استعمال کسی کو بھی کرتے نہیں سنا کہ ”سیاسی میدان میں کون سلیکٹڈ نہیں ہے“، یہاں آکر سب لوگ اپنی زبان دانتوں کے اندر دبا کر خاموش ہو جاتے ہیں۔ اپنی سیاسی تاریخ اٹھا کر پر کھیے کوشش کریں کہ ذاتی پسند و ناپسند یعنیک نہ پہنی ہوئی ہو۔ تکلیف دہ حد تک حلقہ نظر آئیں گے۔ جنکو بتانا کافی مشکل ہے۔ بہر حال مشکل کام بھی کرنے ہوتے ہیں۔ 1985 کا وقت ذہن میں لا یئے۔ غیر جماعتی ایکشن ہوئے۔ نواز شریف، مختلف ذرائع سے گورنر جزل غلام جیلانی تک رسائی حاصل کر کے وزیر اعلیٰ بننے میں کامیاب ہو گئے۔ جزل ضیاء نے گورنر جو کہ ایک حاضر سروس، افسر تھے۔ انکے انتخاب پر اعتماد کا انہما کیا۔ جو لوگ معاملات کو جانتے ہیں۔ ان سب کے علم میں ہے کہ 1985 میں نواز شریف کا سیاست سے دور دور کا تعلق نہیں تھا۔ انہیں پنجاب کی برادریاں، دھڑے اور سیاسی شخصیات کے متعلق ناکافی معلومات تھیں۔ نواز شریف کو اسمبلی میں ووٹ دلوانے کا کام گورنر غلام جیلانی نے خود ادا کیا۔ انہوں نے غیر جماعتی طور پر منتخب صوبائی ممبر ان کو واضح الفاظ میں حکم دیا کہ حکومت کا امیدوار، نواز شریف ہے۔ اسکو ووٹ ڈالا جائے۔ نتیجہ بالکل واضح تھا۔ پنجاب نے فوجی حکومت کی بات مانی اور اس طرح نواز شریف وزیر اعلیٰ بن گئے۔ شروع شروع میں تو انہیں حکومت کرنے کا طریقہ، بریگیڈر قوم اور چند دیگر اہم لوگوں نے سمجھایا۔ مسلم لیگ ن کا کوئی لیڈر 1985 کی بات نہیں کرتا۔ تمام شوہد کے مطابق، نواز شریف، ہر طرح سے سلیکٹڈ وزیر اعلیٰ تھے۔ اگر 1985 کے دور سے پہلے دیکھا جائے تو وہ مکمل طور پر سلیکٹڈ وزیر تھے۔ بات صرف نواز شریف تک محدود نہیں کی جاسکتی۔ اس وقت کے وزیر اعظم، خان جو نیجو بھی پیر بگاڑا کی سفارش پر سلیکٹ کیے گئے تھے۔ یہ اور بات ہے کہ ایک مخفی ہوئے شریف سیاستدان تھے۔ لہذا تھوڑے ہی عرصے میں انہوں نے جزل ضیاء کو کافی حد تک دیوار سے لگا دیا۔ اسمبلی کو ختم کرنے کے معاملات سب کے علم میں ہیں۔ کس نے کیا کردار ادا کیا۔ یہ بھی ایک کھلا سچ ہے۔ تمام واقعات کھل کر کتاب میں تو لکھے جاسکتے ہیں۔ مگر ایک محمد و تحریر میں انکا احاطہ کرنا ناممکن ہے۔

1988 کے انتخابات پر نظر ڈالیے۔ آپکو و مقتضاد سیاسی شخصیات کی بھرپور جنگ نظر آئی۔ نواز شریف، اپنے ماضی کے طرزِ عمل کے عین مطابق مقدار طبقوں کے ساتھ کھڑے تھے۔ آئی جی آئی کی تشکیل کو توجہ جیل گل بذاتِ خود تسلیم کر چکے ہیں۔ اسکے بعد کچھ بھی کہنے کی گنجائش نہیں رہی۔ اس مقام پر ذہن میں رہنا چاہیے کہ بینظیر بھٹونے بھی وزیر اعظم بننے کیلئے اس وقت کے مقتدر طبقے کی ہر شرط مانی۔ خاکی، ان پر اعتبار کرنے کیلئے ہرگز ہرگز تیار نہیں تھے۔ خارجہ اور کئی دیگر امور کو بینظیر نے بذاتِ خود مقتدر اداروں کے حوالے کر دیا۔ سوال ہے کہ کیا یہ سب کچھ کسی بلند سیاسی اصول کے تحت کیا گیا تھا۔ ہرگز نہیں۔ انہیں علم تھا کہ وزیر اعظم بننے کی سلیکشن میں کون سا ادارہ اہم ہے۔ لہذا اسکی بھی سیاسی اقدار سے بالا انہوں نے ہر بات تسلیم کر لی۔ کیا آج پیپلز پارٹی کا کوئی رہنمای اس معاملے کی تردید کر سکتا ہے۔ میرے خیال میں ممکن نہیں ہے۔ حد تھا یہ ہے کہ انہیں مقتدر اداروں کے نمائندہ وزیروں کے متعلق بولنے تک کا اختیار نہیں تھا۔ یہ ایک سچ ہے۔ مگر اسکا ذکر کرنا مناسب نہیں سمجھا جاتا۔

بہت زیادہ درجانے کی ضرورت نہیں۔ 2006 میں جس وقت تمام متحارب سیاسی فریق ”چارٹر آف ڈیموکریسی“ کرنے میں

مصروف تھے۔ بالکل اسی عرصے میں بینظیر مشرق وسطیٰ کے ایک حکمران کے محل میں پرویز مشرف کے نمائندوں کے ساتھ مذاکرات کر رہی تھیں۔ اسکی بہت سی ایسی جزئیات ذاتی طور پر معلوم ہیں۔ مگر ہرگز ہرگز بیان نہیں کروں گا۔ کیونکہ اس سے علاقائی تعصب کا گمان اُبھر سکتا ہے۔ چارڑا فڈیو کریسی وہ بدقسمت معائدہ ہے۔ جس پر سیاسی فریقوں نے کبھی عمل نہیں کیا۔ ہمارے سیاستدانوں نے اسکی سیاہی خشک ہونے تک کا انتظار نہیں کیا۔ اور جزل پرویز مشرف کے ساتھ خفیہ رابطوں میں مصروف ہو گئے۔ پیپلز پارٹی، مسلم لیگ ن اور دیگر سیاسی جماعتوں کی ترتیب کو دیکھیے۔ جماعت اسلامی کے علاوہ کسی بھی جماعت میں لیڈر کو ایکشن کے ذریعے نہیں، بلکہ کنبہ کے فرد ہونے کی بدولت سلیکٹ کیا جاتا ہے۔ شہباز شریف کے وزیر اعلیٰ بننے کے معاملہ پر غور فرمائیے۔ کیا ان لیگ میں ایک بھی ایسا سیاستدان نہیں، جو پنجاب کی وزارت اعلیٰ کے اہل سمجھا جائے۔ کسی بھی ایکشن میں اگر نواز شریف، جیت جائیں یا جتوادیے جائیں تو وزارت اعلیٰ کے متعلق کبھی ان لیگ میں کوئی سنجیدہ بحث نہیں ہوتی۔ وزارت اعلیٰ کی ہما برادر خود پر پڑھتی ہے۔ کیا یہ سلیکشن نہیں ہے۔ مگر کوئی بھی اس رخ پربات نہیں کرتا۔ بالکل اسی طرح بلاول ذرداری کا پیپلز پارٹی کا چیئر مین بنانا کیا کسی سیاسی جدوجہد کا حصہ ہے۔ کیا انہیں میرٹ کی بنیاد پر چیئر مین بنایا گیا ہے۔ سادہ سی بات ہے کہ والد نے اپنے بیٹے کو سلیکٹ کیا۔ کیا آپ نے سنا ہے کہ چیئر مین بننے کیلئے بلاول نے کسی سیاسی پختگی کا اظہار کیا ہو۔ بالکل نہیں۔ جس طرح پنجاب میں شہباز شریف کے وزیر اعلیٰ بننے پر کوئی اعتراض نہیں کر سکتا۔ بالکل اسی طرح سنده میں ایک نوجوان کو خونی رشتہ کی بنیاد پر چیئر مین بنانے کے خلاف کوئی لب کشانی نہیں کر سکتا۔ اس بات کو بھی رہنے دیجئے۔ کیا محترمہ نے کسی جگہ بھی زرداری صاحب کو اپنا جانشین بنانے کا اظہار کیا تھا؟ کم از کم میرے علم میں نہیں ہے۔ مگر بینظیر کی شہادت کے بعد، صرف اور صرف شوہر ہونے کی بدولت، زرداری کو پارٹی لیڈر منتخب کیا گیا۔ کیا یہ لیڈری انہوں نے واقعی میرٹ پر حاصل کی تھی۔ نہیں میں غلط لکھ گیا۔ میرٹ وہی تھا اور ہے۔ خونی رشتہوں سے طاقت کے حصول کا طریقہ۔ یعنی سلیکشن۔

جماعت اسلامی کے علاوہ کوئی دوسری سیاسی جماعت نہیں، جو اپنے قائد کو میرٹ کی بنیاد پر چھنتی ہو۔ اسی طور پر تحریک انصاف بھی اقتدار میں آئی ہے۔ جو اصول، بے اصولی، دیگر جماعتوں کو اقتدار میں لانے کیلئے استعمال کیے گئے تھے۔ بالکل انہی مروجہ اصولوں کے مطابق مقتدر طبقوں نے قریم فال، عمران خان کے حق میں نکالا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ خان صاحب نے حد رجہ ناپختگی کا اظہار کرتے ہوئے کم از کم پنجاب میں اپنی جماعت کو آئندہ ایکشنوں کیلئے بر باد کر دیا ہے۔ مگر ”بادشاہ کی خدمت“ ہمیشہ سے ایک جیسی ہی روی ہے۔ اسے ”راج ہٹ“ کا نام دیا جاتا ہے۔ بہر حال سوچنے کا مقام ہے کہ یہاں کون سلیکٹ نہیں ہے؟

راو منظر حیات